قیمت سالانہ تین روپیہ
رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

نورافشان

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

جلد ۴۶ | ہر ہفتہ بروز جمعہ لودیانہ سے شایع ہوتا ہے - ۱۸ جنوری ۱۹۱۸ء | نمبر ۳

گلدستۂ اخبار

لاہور کے لاٹ بشپ صاحب آجکل دہلی میں عارضی طور پر ہیں آپ ۲۱ جنوری کو دہلی سے واپس آجائینگے۔

سیلون کے چیف جسٹس کے عہدے کے لئے ہانگ کانگ کے چیف جسٹس آنریبل سر ولیم ایس ٹریوس کا نام تجویز ہوا ہے۔

جزیرہ ساٹرا کے پنجابیوں نے بھی سرکار انگلشیہ کی وفاداری کا اظہار کیا ہے۔

مدراس میں گزشتہ دسمبر تک ۱۰۰۰ء۴۸۰ ایکڑ زمین پر چانولوں کی کاشت ہوئی ہے۔

بنگال میں نمک اور کپڑوں کی گرانی کے سبب سے گورنمنٹ بنگال نے قانون بنانے کی تجویز کی ہے۔

آدمرٹے فنڈ میں ۱۲½ لاکھ روپیہ تک چندہ ہو جانے کی اُمید ہے۔

پنجاب کی دیسی ریاستوں سے ایک لاکھ روپیہ سے زیادہ چندہ ہوچکا ہے۔ ایک لاکھ اور ہونے کی امید کیجاتی ہے۔

دلخراش واقعہ لاہور میں چار قلیوں پر جو ایک گھر کے پاس کام کر رہے تھے دیوار گر پڑی۔ ان میں سے ایک کو مہلک دو کو شدید اور ایک کو خفیف چوٹیں لگیں۔

کشمیر میں اب برف پگھلنے لگی ہے۔

بمبئی - دکھن - احمد نگر میں مقامی بارش ۲-۲ انچ ہوگئی ہے۔

۱۰ جنوری کو پشاور میں ۷ بجکے ۴۹ منٹ پر لاہور میں ۷ بجکے ۳۳ منٹ پر اور دہلی میں ۷ بجکے ۱۶ منٹ پر دن چڑھا -

اسی تاریخ پشاور میں ۱۷ بجکے ½۲۰ منٹ لاہور میں ۱۷ بجکے ۲۵ منٹ اور دہلی میں ۱۷ بجکے ½۴۶ منٹ پر سورج غروب ہوا۔

۴ جنوری کو رائپور (سی - پی) میں ڈسٹرکٹ ایپورتھ لیگ کنونشن کا جلسہ بڑی دھوم دھام سے ہوا -

امریکہ کی اسوقت ۵ لاکھ فوج زیر تعلیم اور میدان جنگ میں ہے۔

جرمن نے اس جنگ میں ۲ لاکھ میل مربع زمین کھو دی اور صرف ½ لاکھ مربع میل زمین لی۔

برطانیہ عظمے نے گزشتہ سن میں دشمن کے ۷۰۰۰۰ آدمی ۴۹۱ وزنی توپیں ۳۸۲ ہلکی توپیں ۶۷۸ دمدم کی توپیں اور ۲۲۳۹ کلدار توپیں لے لیں۔

امریکہ کے پریزیڈنٹ مسٹر ولسن کی حال کی تقریر نے جرمن میں سنسنی پیدا کردی ہے۔

تار برقیات

جرمنی میں نا اتفاقی۔

لنڈن سے بوساطت اسٹاک ہوم جو خبر موصول ہوئی ہے اُس سے ظاہر ہوتا ہے کہ برلن کے ایک اخبار نے لکھا ہے۔ کہ ۱۲ فروری کو جرمنی کے ہائی کمانڈ اور پولیٹیشنز کے درمیان کانفرنسیں ہوتی رہیں جن میں قیصر جرمن اور ولیعہد جرمن ہنڈنبرگ اور لوڈنڈارف نے بہت سے پولیٹکل لیڈروں کے ساتھ کانفرنس کی۔ ۱۳ جنوری کو ہائی کمانڈ اور کاونٹ ہرٹلینگ کے درمیان ایک خاص مباحثہ ہوا۔ اور یہ کانفرنسیں آج یعنی ۱۴ تاریخ کو قیصر کے ساتھ بحث مباحثہ کی بنیاد قائم کریں گی۔ کاونٹ ہرٹلینگ نے پرشیا کی خانگی پالیسی پر منگل کے روز تقریر کی اور بدھ کے روز ۱۶ تاریخ کو دول متحدہ کو جواب دیگا۔

میونخ کے دو اخبار مسٹر ولسن کی تقریر پر شرح کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس نے صلح کے سوال پر اس سخت تفرقہ پر بڑی ہوشیاری کے ساتھ گرفت کرلی ہے جو جرمنی میں رائج ہے۔ تاکہ اس کی پالیسی اعتبار کو ہلادے۔ وہ اخبار یہ بھی کہتے ہیں کہ پالیسی کی جانب میں جو قابل ذکر گڑبڑ پڑی اُس کو ختم ہوجانا چاہیئے۔ اور کاونٹ ہرٹلینگ کو لازم ہے کہ وہ مسٹر ولسن کو فوراً جواب دے اور اس پر ثابت کرے کہ جرمنی کسی جنوبی امریکن ریاست سے مشابہ نہیں ہے۔ جہاں پالیسی کا اظہار تلوار سے کیا جاتا ہے۔

انگریزی فوجی طاقت

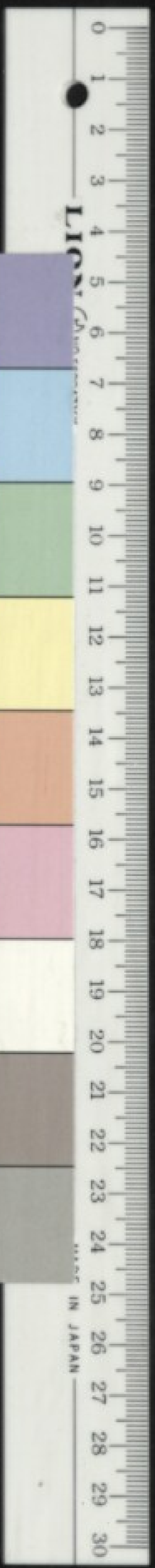
سر ایکلینڈ گیڈس نے ہاؤس آف کامنز میں حال ہی میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ گورنمنٹ نے ہمارے اتحادیوں کی ہمارے دشمنوں کی فوجی طاقت اور خصوصیات اور ترکیب پر روسی حالت کی روشنی میں بخوبی اندازہ لگایا ہے۔ روس میں جنگ کی کمی کے سبب سے ۹ لاکھ ۵۰ ہزار فالتو جرمن فوج میں مغربی میدان میں کمک کے لئے موجود ہوجائیگی اور اسی طرح کئی ایک آسٹرو ہنگری ڈویژن اٹلی محاذ کے لئے۔ ہر بات پر غور کرتے ہوئے روس کی جنگی حالت کے یہ معنی ہوسکتے ہیں کہ ۱۲ لاکھ آسٹروی اور جرمن فوجیں دوسری جگہ جاسکتی ہیں۔ گورنمنٹ نے ہلاک اور زخمی شدگان کے سوال پر بڑی غور کیا تھا ذکر کیا ہے اور معلوم کیا ہے کہ انسانی زندگی کو مدنظر رکھتے ہوئے ہر جگہ بےپرواہی سے گریز کرنا چاہیئے اُس نے کسی امیر البحر یا جنرل پر بےپرواہی کا الزام نہیں لگایا۔ بلکہ صرف ایک عام اصول کا بیان کیا ہے آگے چلکر اُس نے بتایا ہے کہ قوموں کی برٹش لیگ نے کیا کچھ اب تک کیا ہے۔ اُس نے یہ کہا ہے کہ سنہ ۱۹۱۴ء کی اگست میں برٹش محکمہ جہازرانی میں ۱۵۰۰۰۰ آدمی تھے۔ باقاعدہ فوج میں شمول محفوظ فوج کے ۴ لاکھ ۵۰ ہزار اور بری فوج میں ۲ لاکھ ۵۰ ہزار آدمی تھے۔ مگر اب محکمہ جہازرانی میں ۴ لاکھ اور فوج میں چار ملین یعنی چالیس لاکھ آدمی ہیں محکمہ ہوائی جہازرانی میں سنہ ۱۹۱۴ء میں ۲ ہزار تھے۔ مگر اب ایک لاکھ ۲۰ ہزار آدمی ہیں۔ مگر اس کل تعداد میں اُن کی تعداد بھی شامل کرنا چاہیئے جو جنگ میں مارے گئے یا کسی اور طرح مرگئے۔ گم ہوگئے۔ قید ہوگئے اور جو کام سے سبکدوش کئے گئے۔ ہر ایک بات کو مدنظر رکھتے ہوئے ظاہر ہے کہ برٹش فوج کے ۵۰ لاکھ آدمی میدان جنگ میں بھیجے یعنی انگلستان سے ۴۵۳۰۰۰۰ سکاٹ لینڈ سے ۶۱۰۰۰۰ ویلز سے ۲۸۰۰۰۰ آئرلینڈ سے ۱۷۰۰۰۰ اور ممالک محروسہ اور نوآبادیات سے ۹۰۰۰۰۰ باقی ماندہ دس لاکھ میں سے دیسی برو آزما اور مزدور جن کو نیٹو والے بار بردار وغیرہ ہیں اور یہ بھی بتایا کہ ہندوستان اور مشرق افریقی اور دیگر ریاستہائے محروسہ سے شاندار امداد آئی ہے۔ مگر پھر اس تعداد و شمار سے ہماری پوری جدوجہد کا اندازہ نہیں لگ سکتا۔ کیونکہ اس میں سامان جنگ جہاز (فوجی اور تجارتی) ہوائی جہاز کی تیاری اور خوردنی اشیاء اور خام لوہے کی اور تیل اور دیگر اور دیگر اشیا کی بہم رسانی کا اندازہ نہیں شامل ہے جو ہم نے اتحادیوں کو بہم پہنچائے ہیں۔

لنڈن ۱۴ جنوری۔ ڈیلی نیوز کا کارسپانڈنٹ مقیمی پیٹروگراڈ تار دیتا ہے کہ ترکوں نے التوائے جنگ فسخ کردیا ہے اور ۲۰ ہزار فوج طربزند اور ارزنجان کے درمیان اُتار رہے ہیں

وائلی میموریل انعام

پنجاب سنڈے سکول یونین اپنا معمولی سالانہ انعام اُس شخص کو دیگی جو ۱۰ مارچ سنہ ۱۹۱۸ء کے سنڈے سکول سبق کی جس کا مضمون "یسوع زندگی اور صحت بحال کرتا ہے" (مرقس ۵: ۲۱ سے ۴۳) عمدہ ترین تصاویر بنائیگا۔ پہلا انعام مبلغ ۱۵ روپیہ کا اور دوسرا انعام مبلغ ۱۰ روپیہ کا ہوگا۔ تصویر اصلی اور اپنے ہی ہاتھ اور تجویز سے بنائی گئی ہو۔ امید کیجاتی ہے کہ اس غرض سے بہت سی تصاویر بھیجی جائینگی یا کنونشن میں حوالہ کیں جو ۲ سے ۴ اپریل سنہ ۱۹۱۸ء کو گوجرانوالہ میں ہوتی رہیگی۔

المشتہر مس ایم سی ہیلم۔ لودیانہ



ایڈیٹوریل نوٹس

یہودیوں کا مستقبل

(۲)

گذشتہ صدی میں بیڑیاں رفتہ رفتہ گر پڑی ہیں۔ اور اکثر ممالک میں یہودیوں کو شہریت کے حقوق اور فوائد حاصل ہیں۔ وقتاً فوقتاً ان کے خلاف ہنگامے برپا ہوتے رہے ہیں۔ اور گذشتہ چند برسوں میں فرانس جرمنی آسٹریا۔ ٹرکی اور روس کے اندر ان کے خلاف بہت سی تحریکات ہوتی رہی ہیں۔ اثنائے جنگ میں جرمنی کے اندر ایک بلوہ ہوا تھا۔ اور جو رپورٹیں اُس کے بارے میں موصول ہوئی ہیں اُن سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگرچہ یہودیوں کو بعض بڑے بڑے عہدے حاصل ہو چکے ہیں تو بھی اہل جرمن اور یہودیوں کے درمیان جو جرمنی میں بود و باش رکھتے ہیں گہری دشمنی پائی جاتی ہے۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ قبل از جنگ یہودی اور ترکی لوگ بخوبی عمدہ زندگی بسر کرتے رہے ہیں۔ مگر گذشتہ دو برسوں میں اُنہوں نے جرمنوں سے سخت مصائب کی برداشت کی۔ روس میں عالیان کا بہت بُرا حال رہا ہے۔ اور موجودہ جنگ کے پہلے دو برسوں میں پرانی سرکار کی جانب سے سخت قانونی دباؤ ڈالے جا رہے تھے۔ مگر نئی گورنمنٹ کے تحت میں اُن کے لئے نیا زمانہ آ گیا ہے۔ اور اگرچہ اُن کے دکھ و مصیبت ناگفتہ بہ ہیں۔ تس پر بھی وہ جانتے ہیں کہ اُن کی پرانی حالت ہمیشہ کے لئے گذر گئی ہے۔ اور کہ آئندہ اُن کو انسانوں کے سے حقوق ملیں گے۔ اور اگرچہ اس میں کچھ شک نہیں جمہوریت میں بھی اُن پر جا بجا شورشیں برپا ہوں تو بھی جب اُس ملک کے قانون میں اُن کو واجب حقوق دیا جانا قرار پا چکا تو روسی یہودی ایک نئی امید رکھتے ہوئے مستقبل پر نظر ڈالیں گے۔ رومانیہ میں بھی گورنمنٹ اور باشندگان اس ضرورت کا احساس کرتے ہیں۔ کہ یہودیوں کے ساتھ زیادہ انصاف سے سلوک کیا جائے۔ اور اُنہوں نے انہیں پوری آزادگی دینے کا پکا وعدہ بھی کر لیا ہے۔ پس جہاں تک اُن یہودیوں کا تعلق ہے جو تمام دنیا میں جا بجا سکونت پذیر ہیں یہ امید کی جاتی ہے کہ وہ دن بہت نزدیک ہے جبکہ وہ مجموعتہً کی مرتبہ ایذا رسانیوں سے بری اور آزاد ہو جاوینگے۔

اُن کی اس خوش نصیبی کی بہت سی وجوہات بیان کی جاتی ہیں۔ مثلاً انصاف کے اس احساس کا بتدریج بڑھتے جانا جو اس زمانہ کی ایک خاص صورت ہے۔ اور جو اُن بہت سی حقیقتوں کے جو اس بیان کی تہ میں موجود ہیں۔ ایک حقیقت یہ بھی ہے کہ یہودیوں نے ہر ملک میں عملاً یہ ثابت کر دکھایا ہے کہ وہ اپنے اُن ممالک کے لئے لڑنے مرنے کو تیار ہیں جہاں جہاں وہ بستے ہیں۔ یہ اُن تمام سلطنتوں کی بابت کہا جا سکتا ہے۔ اگرچہ ہم یہ اندازہ نہیں لگا سکتے کہ وہ دشمن کے ممالک میں کہاں تک مستعدی کے ساتھ لڑنے مرنے کو تیار ہیں۔ برطانیہ عظمیٰ فرانس اور امریکہ میں بہت سے یہودی والنٹیر ہو کر فوج میں بھرتی ہو چکے ہیں۔ اور گیلی پولی کی جنگ میں یہودی فوجوں نے بڑے بڑے کار ہائے نمایاں کئے ہیں۔ قطع نظر دیگر تمام وجوہات کے یہودیوں نے میدان جنگ میں اپنی پر وفا خدمات کے ذریعہ سے اپنے آپ کو اُس آزادگی کا مستحق بنا لیا ہے جو تمام ممالک میں بالخصوص اُن کی ہوگی۔

اگرچہ مذکورہ بالا امید نہایت ضروری اور لابدی ہے۔ اور تمام دنیا کے یہودیوں کو اس بات پر خوشیاں منانا چاہئے کہ اب اُن کی مصیبت کے ایام ختم ہو چکے ہیں تو بھی اگر یہودیوں نے اپنی اس آئیڈیل کو حاصل کرنا ہے جس کی وہ مدت مدید سے آرزو رکھتے ہیں۔ تو انہیں ابھی اور کچھ حاصل کرنا ضروری ہے۔ فلسطین اُن کا وطن ہے اور اُن کی یہ امید کبھی مر نہیں گئی ہے۔ کہ اُن کا بقیہ ضرور وہاں واپس جائیگا۔ تاریکی کے زمانہ میں یہ روشنی بہت مدھم چلتی ہوئی نظر آتی ہے۔ مگر بار بار یہ روشنی زیادہ ہی مشتعل ہوتی چلی گئی ہے گذشتہ پچاس برسوں میں ہم نے دیکھ لیا ہے۔ کہ فلسطین کو اُن کے واپس آنے کی تحریک برابر بڑھتی ہی رہی ہے۔ اور ابتدائے جنگ ہی سے صیہونی تحریک میں نئی زندگی پیدا ہو گئی ہے یہ امر زیادہ تر قیاس ہے کہ اگرچہ فلسطین میں بعض ابھی نو آبادیاں آباد ہو چکی ہیں۔ تو بھی بحیثیت مجموعی یہودیوں نے اس امر کا احساس ضرور کیا ہے کہ ہماری کافی حفاظت اور امن تا حال وہاں نہیں ہے۔ اُن کی ان نو آبادیات کے ساتھ ترکیوں نے عمدہ اور منصفانہ سلوک کیا ہے اور اُن کی سلطنت گورنمنٹ کی خواہشوں کے پورا کرنے میں انہوں نے بہت کچھ کر دکھایا۔ چنانچہ وہاں اس وقت قریباً چالیس نو آبادیات ہیں۔ جن میں ایک سو سے لے کر ایک ہزار تک کی آبادی ہے۔ ان نو آبادیات کے باشندگان اور اُن کے عربی پڑوسیوں کے درمیان ہر صورت میں دوستانہ تعلقات قائم ہیں۔ اور اہل عرب بڑی مستعدی کے ساتھ اس امر کو تسلیم کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے کام سے اُن میں بہت فائدہ پہنچایا ہے۔ حال ہی کے ایک اہل قلم نے [illegible] نو آبادیات کا ملاحظہ کر کے یوں لکھا ہے۔ کہ [illegible] ابھی ہو چکی ہے۔ اس سے ہر ایک شخص بااطمینان یہ کہنے کا مستحق ہے کہ بہت جلد یہودیت کا ایک قومی گھر ہو جاوے گا۔ جس کی طرف ہر ایک یہودی محبت کی

ساتھ رجوع کریگا۔ اور جس سے تمام یہودی آپس میں وابستہ ہوجائینگے۔ یہ زبان اور علم ادب کے مطالعہ کرنے اور سیکھنے کا جسمانی کام اور دماغی ترقی کا مرکز اور جیساکہ اس کو رہنا چاہیئے تمام بنی اسرائیل کا حقیقی پایہ تخت ہوگا۔" ترکوں نے ان نوآبادات کی عنان حکومت وہاں کے باشندگان کے ہاتھوں میں دیدی ہے۔ اور وہ صرف سنگین امور اور ٹیکسوں کے معاملات ہی میں دست اندازی کرتے رہے ہیں۔ یہودی لوگ اب اس مسئلہ کی جانب بڑی تندہی سے اپنے خیالات کو منعطف کرتے ہیں اور اب اُن کا یہ یقین ہے کہ اس تحریک کے عملی صورت دینے کا اس وقت ایسا موقعہ ہے جو اس سے پیشتر تاریخ میں اُن کو کبھی نصیب نہیں ہوا وہ اپنے ان دعووں پر بڑا زور دے رہے ہیں کہ اُن کی اپنی ہی سرزمین میں اُن کو ایک جگہ ملجائے۔ اور دنیابھر میں یہودیوں کے درمیان بحث مباحثہ کا یہ بڑا بھاری مضمون بنگیا ہے۔

آل انڈیا کرسچن کانفرنس کا ایک قابل قدر رزولیوشن

آل انڈیا کرسچن کانفرنس کا اجلاس پچھلے ہفتہ بمبئی میں بڑے دن کے ہفتے میں منعقد ہوا وہاں پر عیسائیوں کے پولٹیکل حقوق اور دیگر باتوں پر لیکچر اور تقریریں ہوئیں۔ اور کرسچن پراویڈنٹ فنڈ لمیٹیڈ لاہور کی آل انڈیا کرسچن کانفرنس کی طرف سے ہر طرح سے حوصلہ افزائی اور سرپرستی کی جائے۔ خوشی کی بات ہے کہ چند درجن مسیحی بزرگ اور معزز صاحبان بمبئی میں اپنی پسماندہ قوم کی بہتری کی تدابیر سوچنے اور فیصلہ کرنے کو جمع ہوئے تھے۔ انہوں نے عیسائیوں کی مالی مصیبت اور ناگفتہ بہ حالت کو پہچان کر فیصلہ کیا کہ کرسچن میوچل پراویڈنٹ فنڈ لاہور کی ہر طرح سے مدد کیجائے کیونکہ یہ بہت پرانا ہے۔ اُس کے وسیلہ سے ہزاروں بیواؤں اور یتیموں کی مدد کی ہے اور اب بھی کیجاتی ہے۔ اور اس کا بڑا مقصد عیسائیوں کو مالی مصیبت سے نکالنا ہے۔ اُن کی فضولخرچی کی عادت موقوف کرکے کفایت شعاری پیدا کرنا اور ان کی مالی حالت سدھارنا ہے۔ گو مدراس اور بنگال میں بھی فنڈ ہیں۔ لیکن آل انڈیا کرسچن کانفرنس کی رائے میں لاہور کا کرسچن میوچل فنڈ ہی اس قابل ہے کہ تمام ہندوستان کے عیسائیوں کو اُس میں شامل ہوکر پورا فائدہ اُٹھانا چاہیئے۔ اس کے پورے حالات لاہور سے معلوم ہوسکتے ہیں۔ عیسائیوں کو چاہیئے کہ وہ اس فنڈ میں شامل ہوکر دوسروں کو اس میں شامل ہونے کی صلاح دیں۔ جوانوں کو سب سے پہلے شامل ہونا چاہیئے۔ کیونکہ جب وہ اکیلے ہوتے ہیں تو انہیں فضولخرچیوں کی بڑی ترغیب ہوتی ہے لوگ اور کسی طریقہ سے باقاعدہ روپیہ نہیں بچاسکتے۔ اس لئے طرح طرح کی مصیبتوں میں پڑتے ہیں لیکن جان کا بیمہ کرانے کے بعد باقاعدہ کفایت شعاری سے کام لینا پڑیگا۔ بیمہ کا چندہ ہر مہینے دینا ہوگا۔ اس لئے ہم ناظرین سے بزور سفارش کرتے ہیں کہ جنہوں نے اپنی آئندہ زندگی کے لئے انتظام نہ کیا ہو وہ جلد بیمہ کرالیں تاکہ اس طریقہ سے روپیہ جمع ہو۔

امریکہ کے پریزیڈنٹ ولسن کی شرائط صلح

دوربین اور حقیقت شناس اور معاملہ رس پریزیڈنٹ مسٹر ولسن نے اس مہینے کی ۸ تاریخ کو واشنگٹن واقعہ امریکہ میں ایک دھنواں دھار تقریر میں اپنی اور اتحادیوں کی جنگی پوزیشن کو نہایت ہی وضاحت سے اور کھلم کھلا طور پر صاف کر دیا ہے اور آخر میں چودہ شرائط صلح پیش کردی ہیں جن کے مطابق اتحادیوں میں اور جرمن میں صلح ہوسکتی ہے اختصاراً وہ شرائط یہ ہیں (۱) ایک علانیہ عہدنامہ صلح علانیہ مرتب ہو اور اُس کے بعد کسی قسم کا پرائیویٹ بین الاقوامی سمجھوتہ نہ ہو۔ مگر سفارت ہمیشہ آزادگی سے اور عام طور پر قائم رہے۔ (۲) امن اور جنگ ہر دو موقعوں پر اندرونی بحیروں کے سوا باہر سمندروں میں جہازرانی پوری پوری آزادگی کے ساتھ ہو سوائے اس کے کہ جب کبھی بین الاقوامی معاہدوں کے جاری کے لئے بین الاقوامی عملدرآمد سے کلاً یا جزواً بند ہوں (۳) حتی الوسع کفایت شعاری کی تمام حدود توڑدی جائیں اور جو لوگ صلح کو قبول کریں اور اُس کے قائم رکھنے میں متفق ہوں۔ ان سب کے درمیان تجارتی شرائط مساوی طور پر قائم کیجائیں (۴) کافی ذمہ داریاں اس امر کی دی اور لی جائیں کہ بین الاقوامی افواج اُس سب سے ادنے پیمانہ پر رکھی جائیں۔ جو صرف اپنے ملک کی حفاظت ہی کے لئے کافی ہوں (۵) نوآبادیات کے باشندگان کی بڑی فراخدلی اور بے طرفداری سے رائے دریافت کی جائے کہ وہ کس سلطنت کے ماتحت رہنا چاہتے ہیں۔ یا ایسے طور پر آزاد نہ رہنا چاہتے ہیں کہ اُن پر مجوزہ سلطنت کی نگرانی رہے (۶) تمام روسی علاقہ خالی کردیا جائے اور اُن تمام سوالات کا تصفیہ کر دیا جائے جو روس سے تعلق رکھتے ہیں تاکہ وہ اپنی تمدنی ترقی اور قومی پالیسی کو بلا روک ٹوک حاصل کرنے میں تمام دنیا کی دیگر قوموں کے ساتھ نہایت ہی عمدہ اور آزادانہ ربط وضبط رکھیں (۷) بلجیم بالکل خالی کردیا جائے۔ اور اُس کو وہ پوری پوری





حکومت دیجائے جو دو قوموں کے درمیان قبل ازیں رکھتا تھا۔ بغیر اس فتنہ بخش عمل کے بین الاقوامی قانون کی کل عمارت اور اس کا استحکام خطرہ میں ہوگا (۸) فرانسیسی علاقہ آزاد کر دینا چاہیے اور جس علاقہ پر یورش ہے اور مفتوح ہو گیا ہے اُسے فرانس کے لئے واپس دے دینا چاہیے۔ اور جو نقصان پروشیا نے السس لورین کے بارے میں سنہ ۱۸۷۱ء میں فرانس کو پہونچایا ہے۔ اور جس کے سبب سے دنیا میں قریب پچاس برس تک بد امنی رہی اُس کی تلافی کی جائے (۹) اٹلی کے علاقہ جات میں جو جرمن نے فتح کر لئے ہیں اُس کو واپس کر دیئے جائیں۔ (۱۰) آسٹریا ہنگری کے لوگوں کو جن کی بابت ہم چاہتے ہیں کہ قوموں کے درمیان اُن کا مقام محفوظ اور مامون رہے اُن کی خود مختار حکومت کو ترقی دینے کا موقعہ دیا جائے (۱۱) رومانیہ۔ سرویہ۔ اور مانٹینگرو خالی کر دیا جائے۔ اور تمام مفتوحہ علاقہ جات اُن کو واپس کر دیا جائے۔ سرویہ کو سمندر تک آزادانہ اور محفوظ دخل دیا جائے۔ بلقانی ریاستوں کے باہمی تعلقات دوستانہ مشورہ سے معین کئے جائیں (۱۲) موجودہ سلطنت عثمانیہ کے ترکی علاقہ جات کی محفوظ سلطنت ہونے کا تیقن دلایا جائے۔ مگر جو قومیں اس وقت ترکی حکومت کے تحت ہیں اُن کی زندگی اور اُن کی خود مختارانہ حکومت کی ترقی کا پر اطمینان یقین دلایا جائے۔ بین الاقوامی ذمہ داری کے اندر درہ دانیال سب کے لئے ہمیشہ کھلا رہے۔ اور آزاد و نمبر (۱۳) پولنڈ کی آزاد ریاست میں وہ علاقے بھی مشتمل ہونا چاہئیں جن میں ایسے باشندے آباد ہیں جو بلاشک و شبہ پولنڈ کے باشندے ہیں اور اُن کو بحر پر آزادانہ دخل ہو وغیرہ (۱۴) خاص عہدناموں کے اندر قوموں کی ایک عام ایسوسی ایشن قائم کی جائے تاکہ وہ چھوٹی بڑی تمام سلطنتوں کی پولیٹیکل آزادگی اور ملکی دیانتداری کی ذمہ دار ہو۔

ہم جرمن کے دشمن نہیں ہیں

مسٹر ولسن نے یہ بھی کہا کہ جب تک ایسے انتظامات اور عہدنامے نہ ہو جائیں۔ تب تک ہم لڑتے رہنے کو تیار ہیں۔ ہم جرمن کی عظمت کے حاسد نہیں ہیں اور نہ ہی اس پروگرام میں کوئی ایسی بات ہے جس سے اُس میں کسی قسم کی کمی واقع ہو سکے۔ ہم یہ نہیں چاہتے کہ اُسے کچھ نقصان پہونچا دیں یا اُس کے جائز اثر اور طاقت کی کسی طرح سے ناکہ بندی کریں اور اگر وہ ہمارے ساتھ اور دنیا کی دیگر محب صلح قوموں کے ساتھ راستی اور قانون اور حسن سلوک کے عہدناموں میں شریک ہونا چاہتا ہے تو ہم کسی ہتھیار یا مخالف انتظامات کے ذریعہ سے اُس کے ساتھ لڑنا نہیں چاہتے۔ ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ وہ باشندگان دنیا کے درمیان سب کا مالک بننے کے بجائے باہمی مساوات کو قبول کرے۔ اور نہ ہی ہم یہ چاہتے ہیں کہ وہ اپنی حکومت میں کسی قسم کی تبدیلی یا اصلاح کرے۔ اور قبل ازیں کہ ہم اس کے ساتھ کسی دانشمندانہ سلوک کا آغاز کریں۔ یہ ضروری امر ہے کہ ہم جانیں کہ اس کے نمائندے کس کی خاطر بولتے ہیں۔ آیا اُس کی پارلیمنٹ کی کثیر جماعت کی طرف سے یا فوجی گروہ کی خاطر جس کا عقیدہ خاص سلطنت کرنے کا ہے۔

تعلیم یافتہ کون ہے؟

اخبار کرسچن پیٹریٹ کے ایک تازہ نمبر میں اس کے ایک نامہ نگار ایس نیکایل صاحب نے "خداوند کی خدمت کے لئے تعلیم یافتہ مسیحی کون ہے؟" کے عنوان سے ایک مختصر سا مضمون درج کیا ہے۔ اُس میں وہ سوال کرتا ہے کہ وہ کونسا معیار ہے جس سے ہم تعلیمیافتہ اور غیر تعلیم یافتہ میں امتیاز کر سکیں؟ بے شک یہ ایسا اہم سوال ہے کہ ہم اس کا جواب آسانی سے نہیں دے سکتے۔ مگر ساتھ ہی اس کے ہم یہ بھی کہنے کو مستعد ہیں کہ کیا ایف اے اور بی اے کہا جاوے۔ خداوند اس معنی میں تعلیم یافتہ تھا؟ کیا وہ گلیل کے ایک عام نجار کا بیٹا نہ تھا؟ کیا جن آدمیوں کو اُس نے انجیل پھیلانے کے لئے سب سے پہلے چنا وہ لفظ بہ لفظ تعلیمیافتہ تھے؟ کیا وہ گلیل کے عام ماہیگیر نہ تھے؟ ویلز کے ریوائیول کا آغاز کنندہ کون تھا؟ کیا رابرٹس ایف اے یا بی اے تھا۔ دنیا بھر کے مشہور و معروف ریوائیول کنندگان سنکی اور موڈی کون سی خاص تعلیمی لیاقتیں رکھتے تھے؟ "نہ زور سے نہ طاقت سے بلکہ میری روح سے رب الافواج فرماتا ہے۔" اس سے ظاہر ہے کہ جو لوگ خدا کی روح سے اُس کے کلام میں تعلیم پاتے ہیں اور اُس کی ہدایت سے اُس کا کام کرتے ہیں وہی تعلیمیافتہ کہلانے کے مستحق ہیں۔ اگر ایک گریجوایٹ ہے جو پلپٹ پر چڑھ کر کلام کی منادی نہیں کر سکتا یا بازاروں میں منادی نہیں کر سکتا۔ یا پرائیویٹ طور پر انجیل کی بشارت دینے کی اس میں قابلیت اور لیاقت نہیں ہے یا وہ مدرسوں میں بائبل عمدگی کے ساتھ پڑھا نہیں سکتا تو وہ دراصل تعلیمیافتہ نہیں ہے۔ گریجوایٹ ہو کر بھی اُس کو بائبل کی تعلیم بیرونی اور اندرونی طور پر ملنا لازمی ہے۔ ایسے ہی تعلیم یافتہ لوگ کلیسیا کے لئے ضروری ہیں۔ جو خواہ گریجوایٹ ہوں خواہ نہ ہوں وہ بیرونی اور اندرونی طور پر بائبل کے تعلیمیافتہ ضرور ہونا چاہیئے۔

مسٹر جیمس پال لاہور میں

مسٹر جیمس پال کی بابت ہم نے گزشتہ موسم گرما کے کسی پرچہ میں لکھا تھا۔ کہ وہ آریہ سماج کو چھوڑ کر اب مسیحی ہیں اور خداوند کی خدمت میں مشغول ہیں۔ قبل ازیں انہوں نے اچھرا نہ اور ہندوستان کے بعض دوسرے مشہور شہروں میں کالج اور مدرسوں کے لڑکوں کے درمیان اور عام لوگوں میں خوب کام کیا ہے۔ آجکل وہ لاہور میں موجود ہیں اور اپنا کام بڑی تن دہی سے کر رہے ہیں۔ چنانچہ راجپوت گزٹ لاہور اپنے ۱۲ جنوری کے پرچے میں جیمس پال کی نسبت ایک نوٹ لکھتا ہوا یوں شہادت دیتا ہے کہ جیمس پال ۔۔۔ آج ہندو اور آریہ نوجوانوں کو مسیح کی بھیڑوں میں شامل ہونے کی ترغیب دے رہا ہے"۔ اس کے علاوہ دیگر معتبر ذریعہ سے بھی ہم کو لاہور میں اس کے کام کی مختصر کیفیت موصول ہوئی ہے۔ مسٹر جیمس پال مشن کا ملازم نہیں ہے آزاد ہو کر کام کر رہا ہے۔ اور خدا خود اس کے روٹی کپڑے کا بندوبست کسی نہ کسی طرح کر دیتا ہے۔ سچ ہے مزدوری مزدور کا حق ہے مزدور کا کام مزدوری کرنا ہے۔ اجر دینے والا خود اس کو اجر دے گا۔ اس جہان میں بھی اور آئیندہ جہان میں بھی۔ دعا ہے کہ خدا اس کے کام پر برکت بخشے اور اس کو ہر بلا اور آزمائش سے محفوظ رکھے۔

کیا جرمنی کامیاب ہے؟

عام طور پر کبھی کبھی بعض اخبار پڑھنے والے اصحاب اور ایسے لوگ جو جنگ کے واقعات سے کما حقہ واقف نہیں ہوتے وہ بول اٹھتے ہیں کہ جرمنی کی بابت کہا جاتا ہے۔ کہ اس کی قوت گھٹتی جاتی ہے۔ لیکن جدھر دیکھو ادھر فتح ہی کرتا جاتا ہے۔ لیکن واقعات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا یہ گمان غلط ہے۔ چنانچہ گزشتہ ماہ میں جرمنی کے امیر البحر فان ٹرپس نے ہمبرگ میں تقریر کرتے ہوئے یہ کہا کہ برطانیہ جنگ میں غالب آگیا ہے۔ اور اس کی کوششیں ناکام رہی ہیں۔ جرمنی کے لئے اب موقع نہیں "۔ سب سے پہلا واقعہ جو روز روشن کی طرح نمودار ہے یہ ہے کہ جرمن کی تمام خارجی بحری تجارت بند ہو گئی ہے۔ اور رہی سہی بھی نابود ہونے والی ہے۔ جنگ سے پہلے جرمنی کا کئی ہزار تجارتی جہازوں کا بیڑہ تھا جو تمام دنیا میں تجارت کرتا تھا مگر اب اس کا ایک جہاز بھی سمندر میں نظر نہیں آتا۔ مگر برعکس اس کے برطانیہ عظمیٰ اور اتحادیوں کی تجارت باوجود جرمنی کی آبدوز کشتیوں کی غارت گری کے بھی بحال جاری ہے۔ اور اس نقصان کی برابر تلافی ہوتی رہتی ہے جو جرمن آبدوز کشتیاں کرتی ہیں۔ (۲) جرمن کو جو کامیابی اس جنگ میں ہوئی ہے وہ یہی ہے کہ اس نے بلجیم سرویہ۔ رومانیہ۔ روس اور فرانس کا کچھ حصہ لے لیا ہے۔ جس کا کل رقبہ قریباً دو لاکھ مربع میل کے ہے۔ لیکن برعکس اس کے جرمن تمام نوآبادیاں جن کا رقبہ ۱۲ لاکھ میل مربع کے ہے اس کے ہاتھ سے نکل گئیں۔ چنانچہ یورپ کے ماہر دنیا میں اب اس کے پاس کچھ بھی نہیں ہے میسوپوٹامیہ میں بغداد اور یروشلیم کی فتح نے برطانوی جنگ میں چار چاند لگا دیئے۔ اور جرمن کی شکست کا سکہ جما دیا۔ (۳) اس کے علاوہ جرمنی میں اشیاء خوردنی اور دیگر چیزوں کی بہت ہی قلت ہے اس سبب سے رعایا نے پریشان ہو کر کئی مرتبہ جھگڑے اور فساد کر دیئے۔ جو جرمنی کی کمزوری اور مشکلات پر دال ہے ✣

رسید زر

پادری آر او جکن	عہ ۸/
بابو سین پیٹر	ے
پادری اے۔ ڈی سوداگر	ے
مسٹر سی۔ پیٹر	۱۲/
سردار شیر سنگھ	ے
مرزا عبد الغنی	عہ
مسز لاسن	ے
مسٹر ڈیوڈ واعظ	ع ۴/
پادری خیر اللہ	ے
پادری لعزر شاہ	عہ ۸/
پادری سوہن	ے
مس اے۔ ایم لارنس	ے
مسٹر فقیر چند	عہ ۲/
ایم۔ بی سوہن لعل	ے
سادھو سندر سنگھ	ے
مسٹر ہرنت سنگھ	ع ۴/
بابو گیان داس	ے
منشی اقبال مسیح	ے/
پادری شادی خاں	ے
پادری ڈاکٹر دھرم داس	ے
مسٹر دیوی سنگھ مسیح سلوس	ے
مسٹر ربو لعل	ے
پادری جے یعقوب	ے
مسٹر ایم۔ جیکب	ے
مسٹر یونس مسیح	ع ۸/
مسٹر ڈبلیو۔ الیوب	ے
مسٹر ای۔ پی ڈاپ	ے
پادری جیسری سنگھ	عہ
مسٹر دولت مسیح	ے

(نامہ نگار اپنی تحریروں کے آپ ذمہ وار ہیں۔ اڈیٹر)

خُداوند اپنی کلیسیا سے کیا چاہتا ہے

جس خداوند نے کلیسیا کے لئے اپنا خون بہایا اُس سے وہ بھی کچھ نہ کچھ طلب کرتا ہے۔ اوّلاً وہ چاہتا ہے کہ ہم حقیقی مسیحی ہوں۔ بہروپئے یا سوانگیے مسیحیوں سے اُس کا جلال جس کے لئے اُس نے کلیسیا کو قائم کیا ہے۔ ظاہر نہیں ہو سکتا۔ اُس کی خواہش ہے کہ حقیقی خوبیاں ہم میں سکونت کریں۔ اور ہم سے ظاہر ہوں۔ تاکہ باپ کا جلال ظاہر ہو اور لوگ مسیح کے پاس آویں کہ محبت اطمینان خوشی اور تحمل مہربانی نیکی اور ایمانداری وغیرہ سے اُس کی کلیسیا اور اُس کا ہر ایک شریک ملبس اور معمور ہو۔ اور یہ خوبیاں ہم کس طرح سے حاصل کر سکتے ہیں۔ اپنے آباو اجداد سے ورثہ میں حاصل نہیں کر سکتے۔ کہ چونکہ ہمارے آباو اجداد مسیحی تھے ہم بھی مسیحی ہیں۔ اور بورن کرسچین ہیں۔ یہ خوبیاں خدا ہی سے حاصل کر سکتے ہیں۔ اوپر سے آتی ہیں نہ کہ نیچے سے۔ بہت مسیحی نقلی یا جعلی ہیں۔ اور اُن سے وہ قوت نہیں نکلتی کہ جس سے لوگ اُنہیں چھو کر چنگے ہو جائیں۔ اُن کی حالت اُن جعلی سکوں کی طرح ہے جو شکل صورت میں اور ظاہری حالت میں اصل کی طرح معلوم ہوتے ہیں۔ مگر وہ قوت نہیں رکھتے کہ اصلی کی طرح چل سکیں۔ اور مفید اور کارآمد ثابت ہوں۔

ہم اپنے دنیوی تعلقات میں محض ظاہرداری پر اکتفا نہیں کرتے۔ بلکہ حقیقت کے طلبگار ہوتے ہیں۔ ایک دوست اپنے دوست سے اخلاص اور سچائی کی امید رکھتا ہے۔ اور جس وقت اُن میں سے ایک کے ظاہر اور باطن میں فرق نمودار ہوتا ہے تو فوراً وہ دوسرے کی نظروں سے گر جاتا ہے۔ عزیزو کیا خداوند ہم سے اخلاص اور سچی محبت اور وفا کی امید نہیں کرتا۔ کیا وہ نہیں چاہتا کہ ہم اپنے تعلقات میں جو اُس کے ساتھ رکھتے ہیں ظاہر اور باطن میں یکساں نہ ہوں۔ "جو مجھ سے اے خداوند اے خداوند کہتے ہیں۔ اُن میں سے ہر ایک خدا کی بادشاہت میں داخل نہ ہو گا۔ مگر وہی جو میرے آسمانی باپ کی مرضی پر چلتا ہے۔" دوسری بات جو وہ ہم سے طلب کرتا ہے ترقی کرنے والی یا بڑھنے والی زندگی ہے۔ خداوند نے فرمایا میں آیا ہوں کہ وہ زندگی پائیں اور کثرت سے پائیں۔ وہ چاہتا ہے کہ ہم میں یہ کثرت کی زندگی ہو۔ کچھ ایسے مسیحی ہیں جو محض بچے ہیں۔ ایمان میں پورے قد تک نہیں پہونچے۔ اور اُن کو راستبازی کے کلام کا تجربہ نہیں۔ اُن کے حواس کام نہیں کرتے اور نیک و بد میں تمیز نہیں کر سکتے۔ بعض ایسے ہیں جن کی بڑھنے والی قوت کسی نہ کسی وجہ سے ماری گئی اور وہ نہیں بڑھے۔ وہ ایسے ہیں جن کے بارے میں یہ کہا گیا ہے کہ وقت کے خیال سے انہیں استاد ہونا چاہئے تھا۔ مگر اب اس بات کی حاجت ہے کہ خدا کے کلام کے ابتدائی اصول انہیں پھر سکھاوے۔ اور سخت غذا کی جگہ انہیں دودھ پینے کی حاجت پڑ گئی۔ آج ہندوستان کی بہت سی کلیساؤں کی یہی حالت ہے کہ وقت کے لحاظ سے انہیں بہت آگے بڑھا ہوا ہونا چاہئے تھا۔ مگر بعض ایسی ہیں جو اپنے قد کو پہونچی ہوئی ہیں۔ اور مسیح کا بدن ترقی پاتا ہے۔ مسیح کی اُن خوبیوں کو ظاہر کرتے ہیں کہ جن کے بارے میں خداوند کہہ سکتا ہے کہ اے اچھے اور دیانتدار خادم شاباش تو تھوڑے میں دیانتدار رہا میں تجھے بہت چیزوں کا مختار بناؤنگا۔ اپنے مالک کی خوشی میں شریک ہو۔ ہاں ایسے ہی کارندوں کی آجکل ضرورت ہے۔ اپنی آنکھیں اُٹھاؤ اور دیکھو اور کھیتوں پر نظر کرو کہ فصل پک گئی ہے۔ مگر مزدور بہت تھوڑے ہیں۔ پس فصل کے مالک کی منت کرو کہ وہ اپنی فصل کاٹنے کے لئے مزدور بھیجے۔"

تیسری بات جو وہ طلب کرتا ہے یہ ہے کہ مسیحی کلیسیا جنگی ہو۔ ایک جنگ تو باطنی آزمائشوں اور نفس سے لڑنا ہے۔ لیکن ایک اور جنگ بھی ہے۔ جو دنیا اور شیطان سے لڑنی ہے۔ بعض مسیحی خیال کرتے ہیں کہ صرف ایک ہی جنگ ہے۔ وہ اپنے دل میں تو جنگ کرتے ہیں۔ اور جانفشانی سے تنگ دروازے سے داخل ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور اسی پر اکتفا کرتے ہیں کہ ہم اس کی بھیڑیں ہیں اور اس حالت سے خوش ہیں کہ خداوند ہمارا چوپان رہے۔ اور ہمیں اچھی چراگاہوں میں لیجائے اور راحت کے چشموں کی طرف لیجائے۔ مگر میدان جنگ میں آنا پسند نہیں کرتے۔ لیکن ہم یاد رکھیں کہ خداوند صرف یہی نہیں چاہتا کہ ہم اس کی بھیڑیں ہی ہوں۔ بلکہ اُس کے سپاہی۔ تاکہ اُس کے لئے لڑیں۔ کیونکہ ہمیں خون اور گوشت سے تو کشتی نہیں کرنی۔ مگر حکومت والوں اور اختیار والوں۔ اور اس دنیا کے تاریکی کے حاکموں اور شرارت کی اُن روحانی فوجوں سے جو آسمانی مقاموں میں ہیں۔ اس واسطے تم خدا کے سارے ہتھیار باندھ لو تاکہ بُرے دن میں مقابلہ کر سکو اور سب کاموں کو انجام دے کے قائم رہ سکو۔ آمین

رحمانند۔ از آگرہ

مرحوم پادری طالب الدین صاحب کی قدر و منزلت

گزشتہ سے پیوستہ

پادری طالب الدین صاحب کی زندگی ہمارے درمیان گذر گئی اور اسی طرح گذر گئی جیسے دیگر بزرگان کلیسیا کی زندگی گذر گئی۔ ہم نہایت امید و وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ گو پادری طالب الدین صاحب اس جہان فانی سے گذر چکے ہیں۔ مگر یقیناً اُن کی قدر منزلت نہیں گذری اور وہ باقی ہے۔ وہ اسے ہرگز اپنے ہمراہ نہیں لے گئے۔ وہ اسباب وسامان باقی ہے۔ جس نے پادری طالب الدین کو پادری طالب الدین بنا دیا تھا۔ اُس کے وہ اوصاف باقی ہیں جو اُس کی شخصیت کے تاباں تھے۔ اُس کے کام باقی ہیں جن سے اُن کی شخصیت کی دلچسپی تھی۔ غرضیکہ گو پادری صاحب ہماری دنیا سے گذر چکے ہیں۔ مگر وہ ہنوز زندہ ہیں اور تاہم جسم کی تکالیف سے آزاد ہو کر زندہ ہیں۔ اب اُن کی کیا قدر و منزلت ہے؟ ہمارے دلوں میں اُس کی کیا عزت و توقیر ہے؟

قاعدہ کلیہ ہے کہ ہر شخص کی قدر و منزلت اس کی زندگی کے رشتوں اور رشتہ داروں سے پہچانی جاتی ہے۔ اگر پادری طالب الدین صاحب کی قدر و منزلت کا اندازہ کرنا ہو تو اُسے اُن میں دیکھو جن سے آپ کی زندگی بندھی تھی۔

کسی شخص کا قول ہے کہ تم مجھے آدمی کے دوست اور سوسائٹی بتا دو تو میں تمہیں اُس آدمی کا پتہ نشان یا اس کی قدر و منزلت کا موازنہ کر دونگا۔

خداوند یسوع مسیح کا قول ہے کہ درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے۔ پادری طالب الدین کے دوست اور اُس کے پھل موجود ہیں۔ آؤ اُن سے پہچانو اور اُس کی قدر و منزلت کا اندازہ لگاؤ۔

وہ بڑی قدر و منزلت کا فرزند تھا اُس نے مسیحی ہو کر اپنے والدین کی کمر توڑ ڈالی تھی مگر اپنے مسیحی ہونے کے ایک سال بعد سے اپنے والدین کی جوں پرورش کرنے لگا۔ آخری دم تک اُن کی پرورش کرتا رہا۔ وہ اُن کا بیٹا کہلانے سے کبھی نہ شرمایا۔ بلکہ ہمیشہ اپنے والد کا ذکر خیر فخر سے کرتا رہا۔ اُس کی فرزندانہ محبت اور وفاداری اور اقبالمندی اور دینداری نے اُس کی والدہ ماجدہ کو مسیحیت میں کھینچ لیا۔ اُس نے اپنی والدہ کو اِس قدر رلایا تھا جس قدر خوش و بشاش کیا۔ وہ واقعی ایک بڑی قدر و منزلت کا فرزند تھا۔

وہ اپنی قدر و منزلت خود کرنے والا تھا اُس نے اپنی زندگی بھر کسی رذیل و ذلیل عادت کی پرورش نہ کی نہ کمینوں سے کبھی خوش ہوا۔ نہ ادنےٰ اغراض مد نظر رکھیں۔ نہ بُرے طریق سے کبھی نفع اُٹھانے کا خیال کیا۔ اُس کی زندگی کے تمام اغراض و مقاصد نہایت اعلےٰ اور اعلےٰ لوگوں کی قدر و منزلت کے لائق تھے۔ وہ ہمیشہ اپنی ضمیر کے اشاروں پر چلتا رہا خلاف ضمیر سوچنے اور کام کرنے کو وہ ہمیشہ گناہ عظیم سمجھا کیا۔ اپنی آگاہیوں اور اپنی مرضی پر اُسے اس قدر اعتماد و اعتقاد تھا کہ بروقت ضرورت اُسے اپنے تابع کرنا اُس کے دوستوں کے لئے ہمیشہ مشکل ہوتا تھا اور اس پر اضافہ یہ بھی تھا کہ پادری صاحب نے کسی قابل قدر وقت کو اور شخص کو شاید ہی ہاتھ سے جانے دیا ہو۔

آخر تک اعلیٰ قدر و منزلت کے لوگ اُس کی قدر کرتے رہے۔ پادری صاحب کے استادوں میں ذیل کے صاحبان شمار کئے گئے ہیں۔

پادری احمد شاہ صاحب۔ ڈاکٹر ویری صاحب مسٹر سنگھا صاحب۔ مس ٹکر صاحبہ۔ پادری ٹکوم صاحب۔ مسٹر براؤن صاحب۔ مسٹر منسی والی صاحب۔ ڈاکٹر جے۔ سی۔ آر یوئنگ صاحب۔ پادری ویلیش صاحب۔ ڈاکٹر گرسولڈ صاحب ڈاکٹر آربن صاحب ڈاکٹر ہنری فورمن صاحب۔ پادری آر مارسین صاحب ڈاکٹر جے۔ جے لوکس صاحب۔ خیال کرو کہ جس شخص واحد کی زندگی پر اس قدر علما و فضلا نے کام کیا ہو وہ شخص واحد کس قدر منزلت کا شخص ہوگا؟

اس کے علاوہ جب ہم پادری صاحب کے دوستوں پر غور کرتے ہیں تو ہم کو کم از کم پنجاب و یو۔ پی میں کوئی شریف و عالی قدر شخص ایسا نہیں ملتا جسے پادری طالب الدین کے دوستوں کی فہرست سے خارج رکھا جائے۔ سب کے سب اُس کے دوستوں اور خیر اندیشوں میں داخل ہیں جس سے ہم مجبوراً یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ پادری طالب الدین کی شخصیت میں ضرور کوئی ایسا عنصر تھا جو اُس کی قدر و منزلت کو بلند و بالا کرنے والا تھا۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ پادری طالب الدین کے معاصرین نے اس کی کیا قدر و منزلت کی۔ اُس کی عزت و توقیر میں کیا کر دکھایا؟ اُس کا جواب صرف یہی ہے کہ اُنہوں نے مسٹر طالب الدین کو پادری طالب الدین بنایا۔ پریسبٹیریل مسنری بنایا۔ نولکھا لاہور کی کلیسیا کا پاسٹر بنایا۔ پادری طالب الدین جنرل اسمبلی کے ماڈریٹر چنے جا چکے تھے۔ جب آپ کا انتقال ہوا تھا) پادری طالب الدین اسی قدر و منزلت کی کرسی پر بیٹھنے کو پیدا ہوا تھا اور وہ اُس پر بیٹھا اور چل بسا۔

پادری صاحب کی دیگر حیثیتیں

طوالت کے خوف سے پادری صاحب کی دوسری حیثیتیں معرض بیان میں نہیں آ سکتی ہیں۔ ہم انشاءاللہ اُن کا بیان پادری صاحب کی سوانح عمری کے آخر میں کرینگے۔ یہاں پر صرف اُن کی فہرست پر کفایت کرتے ہیں۔

پادری طالب الدین ایک قابل قدر شاگرد تھا۔ مسیحی اُستادوں کو ہندوستان میں بہت سے لائق شاگرد ملے پر ہم یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ ایک ہی لائق شاگرد تھا جس کی زندگی کو ٹرسی بھر اُستادوں کی لیاقتوں کا ترجمہ تھی۔ صرف وہ شاگرد ہی نہ تھا۔ بلکہ علوم مذہبی کا ایک لاثانی سکالر تھا۔ اور علم الٰہی کا ماہر متخصص تھا۔ مذہبی معلومات اُسے اِتقدر تھی بلا مبالغہ کہا جا سکتا ہے کہ اس قدر معلومات کسی نو مرید مسیحی کو حاصل نہ تھی۔ اور مسیحیوں میں بھی شاذ ہی ایسے شخص ہونگے جن کو طالب الدین صاحب سے مساوات حاصل ہوگی۔

پادری صاحب ایک سچے مسیحی اور سرگرم مسیحی تھے۔ اُن کی زندگی اور عمل انجیل اور خداوند یسوع مسیح زندگی کا ترجمہ تھا جس کی اصلاح صرف وہی شخص کر سکتا ہے جسے پادری طالب الدین کی زندگی کے ہر پہلو پر فوقیت حاصل ہو۔ مگر ایسے دیسی اشخاص لاہور کے اندر اس وقت ہرگز موجود نہیں ہیں۔

علاوہ ازیں پادری صاحب دشمنوں کا بھی دشمن نہ تھا۔ مگر دوستوں کا قابل قدر دوست تھا۔ عام طور سے وہ کسی کی تکلیف کو دیکھ نہ سکتا تھا۔ وہ اعلیٰ درجہ کا مشیر تھا۔

پادری طالب الدین صاحب قابل قدر اور لائق نمونہ دکھوں کی برداشت کرنے والا تھا۔ وہ ہمیشہ سے جسم میں کمزور تھا۔ اُسے کبھی کھیل تماشوں سے اُنس نہ تھا۔ ابتدائی زندگی ملیریا بخار کے حملوں کا نشانہ بنی رہی۔ درمیانی زندگی زکام کے اور کھانسی کے ضربوں سے گھائل ہوتی رہی۔ خفیف بخار بھی ساتھ لگا رہا۔ فرض کی ادائیگی کے احساس نے اسے فرصت نہ دی کہ ان دشمنوں سے مقابلہ کرے مگر اس پر بھی صاحب موصوف اس قدر کام کرتا رہا کہ تندرست آدمی سے ہونا مشکل تھا۔ اُس نے زندگی کے دکھوں کی بڑی برداشت کی۔ اُس نے اپنی زندگی میں جو کچھ کیا وہ صلیبی دکھوں کے احساس کے ساتھ کیا۔ اور اپنے خداوند کے جلال کے لئے جس کی قدر و منزلت کبھی کم نہیں ہو سکتی۔

پادری طالب الدین صاحب کی اور بھی ایک قدر کے لائق حیثیتیں ہیں۔ مثلاً شوہر کی حیثیت باپ کی حیثیت۔ مبشر انجیل کی حیثیت۔ اُستاد کی حیثیت۔ مسیحی مصنف کی حیثیت۔ ایڈیٹر کی حیثیت پاسٹر کی حیثیت وغیرہ۔ ان تمام حیثیتوں میں پادری طالب الدین صاحب ہر پہلو سے قدر و منزلت کے لائق تھے۔ اپنے جسمانی دکھوں کے درمیان جو کچھ وہ خداوند کی مسیحیت کی۔ اور مسیحیوں کی خدمت کر گئے اُس کی مثال نہیں ہے۔ غور کرنے سے تعجب معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنی زندگی کے تمام علمی رشتوں کو اور اُن کی ذمہ داریوں کو کیسے ایسی خوبی کے ساتھ نباہ گئے۔ کہ جن پر رشک آتا ہے۔

اُن کی اس قدر قابل قدر خدمات کا راز کیا تھا؟ وہ مسز طالب الدین صاحبہ کا وجود تھا جو اپنی شرافت و دینداری میں ہمیشہ انگشت نما رہی ہیں۔ یہ مسز طالب الدین صاحبہ تھیں جو پادری صاحب کے دوستوں کے ساتھ نباہ کر گئیں جنکا گھر لاہور میں مہمان خانہ تھا اور صبر و قناعت کے ساتھ بچوں کو پال گئیں۔ مسز طالب الدین صاحبہ نے اپنے عزیز و وفادار شوہر سے وہ سب کچھ کیا جو وہ کر سکتی تھی۔

پادری صاحب کی زندگی کا بڑا حصّہ پاسٹری کی خدمت میں کٹا اور یہ وہ کام تھا جس سے اچھے اچھے لاحول پڑھتے تھے۔ آپ کے وعظ ہمیشہ پر زندگی ہوتے۔ فصاحت و بلاغت کے سوا گہرے مسیحی صداقتوں سے مملو ہوا کرتے تھے۔ مگر وہ پاسٹر کو اگر دیکھنا منظور ہو تو اسے پلپٹ پر پریسبٹری میں بسنڈ میں۔ اور لکچر دینے کے موقعہ پر دیکھو کہ اس میں قوت کی بجلی کوندتی نظر پڑتی تھی۔ علم و فہم کی صفائی ارتی دکھائی دیتی تھیں۔ اُن کی تقریروں میں مسیحی مذہب کی محبت و غیرت اور مسیحیت کی صداقت کے انواروں کی بجلی سی لگی معلوم ہوتی تھی جس سے متعصب دار آدمی کی رگوں میں خون حرکت کرنے لگ جاتا تھا۔ وہ بلا شک نہایت اعلےٰ درجہ کا واعظ تھا شاید پنجاب یو۔ پی میں وہ ہمیشہ اس میدان میں عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا +

عبد السلام مسیح

بزرگان کلیسیائی پنجاب

وقت آگیا ہے کہ پنجاب کی مسیحی کلیسیا کے پنجابی اور ولایتی بزرگوں کے حالات قلمبند کئے جائیں اور ان کو کتابی صورت میں جمع کیا جائے۔ کیونکہ اب تاخیر میں اندیشہ ہے۔ کہ اُن میں سے اکثروں کی زندگی کے قیمتی سوانح فراموشی کے عالم میں ہمیشہ کے لئے بھول جائیں۔ اور موجودہ پشت پر یہ داغ ہمیشہ کے لئے لگ جائے کہ اُس نے اپنے بزرگوں کی قیمتی زندگی کے قیمتی حالات کو اپنی غفلت اور لاپرواہی سے ضائع کر دیا۔ آور آنیوالی

پشتوں کو ۔ ۔ کو ہمیشہ کے لئے اُن کی زندگی کے فوائد سے محروم کر دیا۔ اس لئے موجودہ پشت کے باخبر اصحاب کا اس وقت اعلےٰ فرض یہ ہے کہ وہ پنجاب کے اُن بزرگوں کے حالات قلمبند کریں جو اب تک دار فنا سے دار بقا کو چل بسے ہیں۔

یہ کام ابھی کسی ایک شخص کے کرنے کا نہیں رہا ہے۔ اور جس قدر اس میں خدمات کا اضافہ ہوگا اسی قدر زیادہ یہ کام مشکل کی صورت اختیار کرتا جائے گا۔ اس لئے ہم ذیل کے صاحبان کے عزیز و اقارب اور دوستوں سے التماس کرتے ہیں کہ وہ ان بزرگوں کی زندگی اور خاندان اور کام اور اثر کی بابت جو کچھ جانتے ہیں یا جان سکتے ہیں قلمبند کر کے راقم الحروف کے پاس ذیل کے پتہ پر روانہ فرمائیں۔

اُن بزرگوں کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

پادری گولک ناتھ مرحوم جالندھری
پادری عبد اللہ مرحوم جالندھری۔
ڈاکٹر چرجی مرحوم ہوشیارپوری
ڈاکٹر عماد الدین مرحوم امرتسری
پادری سولفٹ مرحوم سیالکوٹی
پادری ٹھاکر داس مرحوم لاہوری۔
پادری ٹامس اول بشپ لاہوری
پادری طالب الدین مرحوم لاہوری
پادری رودہا مل مرحوم ہبڑدوال
میاں صادق بٹالہ
ڈاکٹر برخوردار خاں چنبہ
مسٹر چارلس گولکناتھ مرحوم جالندھری
مسٹر فریڈرک گولک ناتھ مرحوم ہوشیارپوری
ڈپٹی عبد اللہ آتھم مرحوم امرتسری۔
جج لرئیس مرحوم انبالوی۔
پادری متھیاس مرحوم روپڑ۔
پادری داس مرحوم لاہوری
رائے بابا داس مرحوم فیروزپوری
سردار دیدار سنگھ مرحوم گجراتی
مسٹر چندو لال مرحوم لاہوری
ماسٹر رامچندر دہلوی
مسٹر ایم وائلی۔ لودیانوی
پادری جان بی ڈیلیس۔ لودیانوی۔
پادری حسن علی سفیر مرحوم لودیانوی
پادری یوحنا خاں مرحوم گھوڑا واہا۔

ہم کو یہی نام یاد تھے مگر کسی پنجابی بزرگ کا نام اس فہرست سے رہ گیا ہو تو ناظرین اُس کے نام نامی سے بھی کمترین کو آگاہ فرماویں۔ اُن کے سوا ولایتی مشنری صاحبان کے اسماء گرامی اور اُن کے حالات معلومہ سے بھی آگاہ فرمایا جاوے۔ مثلاً

پادری لوری صاحب مرحوم لودیانوی
پادری مکوم صاحب مرحوم لودیانوی
ڈاکٹر فورمین صاحب مرحوم
ڈاکٹر نیوٹن صاحب مرحوم
پادری کلارک صاحب مرحوم سی۔ ایم۔ ایس امرتسری
پادری ٹمیپن صاحب مرحوم " " "
پادری اُڈین صاحب مرحوم

دیگر پادری صاحبان جو پنجابی کلیسیا کی خدمت کرتے ہوئے پنجاب میں گذر چکے ہیں۔ ہم خوشی سے اُن کے حالات کو قبول کر کے درج کتاب کرینگے۔

یہ کام نہایت اہم و سخت کام ہے۔ پر اگر بزرگان مذکور کے عزیز و اقارب اور دوست و آشنا اُن کے حالات قلمبند کر کے ہمارے پاس روانہ کرتے رہیں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ یہ کار خیر تکمیل کو پہنچ جائے گا۔

کیا نور افشاں کے ناظرین میں بزرگان مذکورہ کی عزت کرنے والے موجود نہیں ہیں۔ کیا وہ اُن کی زندگیوں کے جواہرات کی لڑیاں پرو کر ہمارے پاس نہ بھیجیں گے؟ ہم دیکھیں گے کہ پنجابی کلیسیا کے شرکا اپنے بزرگوں کی کیا توقیر کرتے ہیں۔

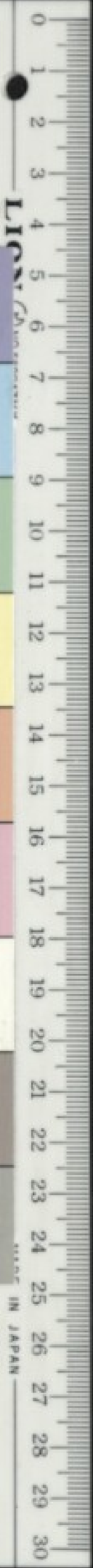
راقم نیازمند۔ غلام مسیح۔ پاسٹر لودیانہ کلیسیا۔

فرشتہ فرشتوں میں

یکم جولائی ۱۹۱۵ء کو خدا باپ نے ہمارے فرشتہ سیرت پادری ایم۔ ار۔ اہرنس صاحب اور میم صاحبہ کو فرزند ارجمند بخشا جس کا نام انہوں نے ہنیری فلپ رکھا۔ یہ بچہ صورت اور سیرت میں بالکل ایک فرشتہ معلوم ہوتا تھا۔ اُس کی بھولی بھالی صورت اور بول میں قدرت نے ایک نہایت پُر زور کشش رکھی تھی جس سے وہ ہر ایک کی محبت کو اپنی طرف کھینچتا تھا۔ وہ اپنے پیارے منجی کی نظر میں بھی یہاں تک عزیز ہوا کہ اُس کی مصلحت اُس کی نسبت یہ ہوئی کہ اس فرشتہ کو فرشتوں* سے جدا کر کے فرشتوں میں شامل کرے۔ اس ارادے کو پورا کرنے میں تین دن کے بخار کو ایک وسیلہ ٹھہرا کر ۹ جنوری ۱۹۱۸ء بوقت ۷ بجے صبح وہ اس بچے کے گھر آیا اور اس کو ابد تک اپنی پُر راحت گود میں رکھنے کے لئے آسمان پر لے گیا۔ ماں باپ نے اپنے منجی کی اس آمد کو بڑی صفائی سے محسوس کیا اُن کا جسم باعث کمزوری کے روتا تھا مگر روح اُس کی آمد کے سرور میں شادمانی کرتی تھی۔ باپ نے رنجیدہ آواز میں جو سننے والوں کو چھیدتی تھی بار بار یہ کہا کہ میں آج بہت خوش ہوں کہ خدا نے

---

*فرشتہ سیرت والدین اور اُن کے اہل خاندان۔



یسوع مسیح ہمارے گھر آیا۔ اور ہمارے بچے کو اپنے ساتھ لے گیا چنانچہ احقر سے ملتے ہی یہ کہا کہ پادری صاحب بڑی خوشی کی بات ہے کہ آج خداوند یسوع مسیح ہمارے گھر آیا اور ہمارے پیارے ہنری فلپ کو اپنے ساتھ لے گیا۔ آپ اُس کی تدفین کی نماز ایسی صورت میں ادا کیجئے کہ رنج کی نماز نہ ہو مگر فتح اور خوشی کی۔ ۵ بجے شام کو تدفین کی نماز ہوئی۔ جس میں دیہرادون کی مس سلیتھ صاحبہ نے وہ دعا گائی جو پیارا ہنری فلپ رات کو بستر پر جانے سے پہلے مانگا کرتا تھا خدا باپ جو تمام خوشی اور اطمینان کا چشمہ ہے رنجیدہ ماں باپ کو اور ان کے اہل خاندان کو جو امریکہ میں ہیں اور زیادہ تسلی اور صبر جمیل عنایت کرے۔

رنجیدہ خاطر۔ عبدالسلام از انبالہ شہر۔

ایک محمدی عیسائی کی دو عمدہ کوششیں

گذشتہ ماہ میں قصبہ رائیکوٹ میں ضلع لودیانہ کے کارندوں کا جلسہ ۱۵ و ۱۶ تاریخوں میں ہوتا رہا جس میں جناب ڈاکٹر ایچ آر ایسن صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ مشنری اور تمام کارندے جن میں دو خادم الدین اور تین لائسنشیٹ پریچرس اور کئی ایک اُستاد اور مناد بھی شامل تھے اور بہت سے علاقے کے مسیحی اور عورتیں اور بچے بھی حاضر ہوئے۔ جلسے میں اچھی رونق ہوئی اور عمدہ نصیحتیں جو گاؤں کے مسیحیوں کیلئے ضروری تھیں سنائی گئیں۔ گیت اور بھجن گائے گئے اور دعا و عبادت میں سب مرد اور عورتیں اور بچے شریک ہوئے اور سب نے ایک جگہ بیٹھ کر کھانا کھایا۔ آخری روز اُس قصبہ کے ایک رئیس زمیندار فتح مسیح صاحب نے جو چند سال سے مسیحی ہیں لیکن دو سال سے مسیحی طبیعت نے اُن کے ایمان کے ظاہری عمل کو قصبہ رائیکوٹ کے لوگوں پر ظاہر کر دیا ہے۔ گذشتہ سال میں ایسے ہی جلسے کے موقعہ پر انہوں نے اپنے جوان لڑکے کی شادی عیسائی طریقے پر کی اور اس جلسے کے موقعہ پر انہوں نے دو عمدہ کام کئے جنکا ذکر بڑی خوشی سے میں کرتا ہوں

اول۔ گاؤں میں انجیل کے کام کی کوشش۔ جو ڈاکٹر صاحب سے فتح مسیح صاحب نے درخواست کی کہ وہ چاہتے ہیں کہ اپنے قصبہ کے لوگوں پر اپنی مسیحیت کو ظاہر کریں اور مسیحی تجربہ جو انہوں نے اب تک حاصل کیا ہے اپنے قصبہ کے لوگوں پر ظاہر کریں تجویز ہوئی کہ وہ خوشی سے ایسا کریں اور قرار پایا کہ اس موقعہ پر مختصر درس بھی دئے جاویں تاکہ حاضرین کو انجیل کا پیغام سننے کا موقعہ ملے۔ اس لئے قصبہ کے دروازوں پر اشتہار لگائے گئے اور وقت مقررہ پر سب جمع ہوئے بڑا افسوس کہ حاضرین جیسا امید کی جاتی تھی کثرت سے نہ آ سکے پھر بھی جتنے حاضر ہوئے بڑے شوق سے وعظ و نصیحت سنتے رہے اور دو گھنٹہ تک منادی ہوئی فتح مسیح صاحب نے بڑی خوشی سے اپنا مسیحی تجربہ بیان کیا اور عمدہ گواہی دی اور اپنا ارادہ ظاہر کیا کہ اب سے ہر ہفتہ میں ایک دن اس خدمت میں لگایا کرینگے۔ کہ وہ بشارت کا مبارک کام کریں اور اعلان دیا کہ جو صاحب قصبہ ہذا کے باشندے ہیں وہ اگر ہر ہفتہ کلام سنا کریں۔ اور ہفتہ میں ایک دن وہ اس کام کے لئے مخصوص کرینگے۔

دوئم۔ دوسروں کو مسیح کے پاس لانے کی کوشش۔ اور اس کے بعد انہوں نے سب حاضرین کے روبرو دو محمدی صاحبان کو بپتسمہ کے لئے پیش کیا جن کے اقرار پر ڈاکٹر جے ایچ آر ایسن صاحب نے اُنکو بپتسمہ دے دیا۔ میں بابو سٹیفان لائسنشیٹ پریچر کو جن کے علاقے میں بابو فتح مسیح صاحب سا زندہ مسیحی ہے مبارکباد دیتا ہوں۔ کاشکہ لودیانہ ضلع کے دوسرے علاقوں میں بھی ایسے ہی زندہ مسیحی پیدا ہوں جن کے وسیلے سے بہت سی روحیں کھینچی جاویں۔ خادم کی دعا ہے کہ خدا ایسے مسیحی فتح مسیح صاحب اور اُن کے خاندان پر بڑی برکت نازل فرماوے۔ کیونکہ وہ کسی مشن کا ملازم نہیں ہے۔ بلکہ کاشتکاری کے پیشے سے اپنی گزران اوقات کرتا ہے۔ اس کا یہ نیک ارادہ قائم ہے اور وہ اپنے رشتہ داروں اور دوسرے محمدی قوم کے بہت لوگوں کو راہ حق پر لانے کا خاص وسیلہ بنے رہیں

راقم۔ جے۔ ایس از لودیانہ

اطلاع عام

عرصہ سات سال کا ہو گیا ہے کہ مجھ کو اپنی عورت کی خبر کوئی نہیں ہے معلوم نہیں کہ زندہ ہے یا کہ مر گئی ہے خدا خبر کیا حال ہے۔ اور میں اخبار میں درج کرنا چاہتا ہوں کہ ایسا کرنے سے شاید اُس کا پتہ مل جائے اور میں ۲۹ پنجابی میں بین باجہ کا کام کرتا ہوں اور ۷ سال کے اندر میری عورت نے کوئی اطلاع نہیں دی۔ اب میں بالکل دوسری شادی کرنے کو آمادہ ہوں۔ اگر کسی کو پتہ ہو تو مہربانی سے اخبار کی معرفت خبر دیجئے اُس کی عمر ۱۹ سال تھی جب میں نے شادی کری تھی ۱۹۰۵ء میں شادی ہوئی تھی۔ گندمی رنگ چھوٹا قد بھاری و گول منہ نام میلیبیا انتھونی مسیس کے اور اُس کا باپ میرٹھ کا تھا۔ اور جو کوئی پتہ دیگا عہ۲۰ انعام دیا جائیگا۔ اصل اُسکا باپ آگرہ کا تھا۔ چھاؤنی جھانسی سے بھاگ گئی تھی۔ ہمارے کمان افسر نے بھی تمام جگہ خبر دی بمبئی تک سے یہی خبر ہے کہ پتہ نہیں اور بہت جگہ تلاش کیا ہے مگر کچھ پتہ نہیں چلا

میرا پتہ یہ ہے

چھاؤنی پشاور پلٹن نمبر ۲۹ کمپنی نمبر ۲ پاس جارج انتھونی بین والہ کے جاوے

اشتہار

ہمارے ایک مسیحی دوست نے شریمان سوامی سندر سنگھ جی کا فوٹو فل سائز (۸ × ۶½ ½) میں لیا ہے۔ اور سوامی جی کے کہنے کے موافق آن کا فوٹو شاید اتنے بڑے سائز میں اب تک نہیں لیا گیا ہے۔ اس لئے مشتہر کیا جاتا ہے کہ جن جن صاحبان کو سوامی جی کا فوٹو درکار ہو ذیل کے پتہ سے طلب کریں

نرخ حسب ذیل ہے۔

قیمت ایک درجن	عہ
" نصف درجن	لعہ
" چوتھائی درجن	صہ
" ایک کاپی	۱۲/عہ

تصاویر عمدہ اور خوبصورت کارڈ کے اوپر چسپاں کر کے بھیجی جائیں گی۔ اور ڈاک محصول ذمہ خریدار ہوگا

ملنے کا پتہ۔ مسٹر نتھومل

ہیڈ پوسٹ آفس بانکی پور۔ پٹنہ

۲/۱

ضرورت ہے

ہم کو ایسے مڈل یا انٹرنس پاس یا فیل کی ضرورت جو کہ تار کا کام ٹائپ رائٹنگ سیکھ کر محکمہ ریل و نہر وغیرہ میں ملازمت کرنا چاہیں۔ درخواست کے ساتھ آدھ آنہ کا ٹکٹ آنا ضروری ہے۔

منیجر امپیریل ٹیلیگراف اسکول نئی سڑک دہلی

اطلاع اطلاع دیجاتی ہے کہ انجمن عالمگیر تلاوت کنندگان بائیبل کی فہرست بابت ۱۹۱۸ء اب تیار ہیں۔ اب کی دفعہ ان فہرستوں میں برطانیہ اور امریکہ دونوں کے اسباق لکھے گئے ہیں قیمت ۲ فی فہرست المشتہر

(مس) این۔ وائلی۔ لودیانہ پنجاب

ضرورت

۲/۲

ایک درمیانی عمر لائق اور اردو بولنے والی بائیبل ورمن کی ضرورت ہے۔ جاڑے کے موسم میں دورہ کرنے کو رضامند ہو۔ اور موسم گرما میں نزدیک کے دیہات میں جایا کرے۔ تنخواہ حسب لیاقت دیجائیگی تمام درخواستیں مسز سی۔ ڈبلیو فورمن انبالہ چھاؤنی کے نام آنا چاہئیں۔

دمہ کا شرطیہ علاج

عہ/

بہت لوگ کہتے ہیں کہ دمہ دم کیساتھ جاتا ہے۔ پر آپ خدا نخواستہ فکر نہ کریں۔ دمہ کا شرطیہ علاج میرے پاس ہے۔ جس وقت دورہ ہو رہا ہو اور دم گھٹ کر جان نکلجانے کی دیر ہو تو اس دوا کی دو خوراک کھائیے اور خدا کا شکر کیجئے قیمت فی ڈبیہ صرف عہ

خوش ذائقہ گولیاں

جو عمدہ چورن کا کام دیتی ہیں قبض دائمی کو دور کرتی ہیں۔ درد معدہ کو رفع کرتی ہیں۔ ہاضم طعام اور مجرب ہیں قیمت ایک ڈبیہ ۱۰۰ گولیوں کی ۸/

مرہم ورسطی بواسیر

در صرف ایک ہفتہ کے استعمال سے مسے سوکھ کر گر جاتے ہیں اور پھر کبھی نہیں ہوتی قیمت ۱/

المشتہر ڈاکٹر ای۔ این۔ او بیلاؔ

درم کمانہ لکھن پور۔ سجہ سی۔ پی

دستور العمل نور افشاں

قیمت سالانہ اول سے بغیر محصول ڈاک ؏

مدرستان و پنجاب سے مع " " ؏

غیر ممالک سے " " ۱۳/ؔ

قیمت ہر حالت میں پیشگی لی جاوے گی۔

کرسچن بوائز بورڈنگ سکول لودھیانہ

قائم شدہ ۱۸۷۵ء

تسلی بخش انتظام

حرفتی کارخانہ۔ یہ بورڈنگ مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کیلئے عرصہ سے جاری ہے مشن بورڈ نے ابتدائی تعلیم کو اعلیٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے یکم اپریل ۱۹۱۳ء سے مدرسہ ہذا پرائمری کی تین جماعتیں ایک امریکن لیڈی صاحبہ کی زیر نگرانی کردی ہیں اس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم و تربیت کا انتظام بخوبی ہو گیا ہے شرح خرچ خوراک ا چار روپیہ فی طالب علم للعہ فیس جماعت ا چار آنہ فی طالب علم تا ۳ سرکاری شرح متفرقات قیمت کتب و سٹیشنری علاوہ … مسیحائی کے طالب علم ہر طرح حصول تعلیم مشن سکولوں میں حاضر ہوتے ہیں سکول ہذا میں تعلیم کا زیر نظام میز کرسی وغیرہ مناسب قیمت پر تیار ہوتا ہے علاوہ ازیں جن رکشا گاڑی کرسی وغیرہ بھی تیار ہو سکتے ہیں ریکوزل فی عہ سے عہ تک جن رکشا اعہ سے ا/ مزید حالات بذریعہ خط و کتابت پرنسپل صاحب سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں۔

بیرنگ ہائی سکول بٹالہ ضلع گورداسپور

یہ سکول عرصہ دراز سے مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے جاری ہے۔ اور تقریباً ایک میل شہر سے باہر ایک پر فضا اور صحت افزا مقام پر واقع ہے اس کے متعلق وسیع اور عمدہ بورڈنگ ہوس خوشنما اور فراخ کھیل کا میدان۔ لڑکوں کے غسل کے لئے خوش وضع حوض عبادت کے لئے گرجا گھر اور جماعتوں کے لئے موزوں اور کافی کمرے ہیں۔ مزید برآں سکول کے ماسٹر صاحبان لائق اور اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں سکول ہذا میں چند مسیحی لڑکوں کے داخل ہونیکی گنجائش ہے لہذا مطلع کیا جاتا ہے کہ داخل ہونے والے طلبا پتہ ذیل پر درخواستیں بھیجیں۔ المشتہر

پرنسپل بیرنگ ہائی سکول

بٹالہ۔ ضلع گورداسپور

پادری ای ایچ ویری صاحب ڈی ڈی ایڈیٹر و مینیجر نور افشاں کے لئے مشن پریس لودیانہ میں باہتمام وائلی برادرز چھپا